Lesson 299 Surah Qalam 1-52 tafsir2

آیت نمبر 17 سے لے کر 33 تک باغ والوں کا قصہ بیان کیا گیا ہے اور کیسے اللہ تعالیٰ نے آغاز کیا

آیت نمبر17۔ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ

ترجمہ۔ ہم نے اِن (اہل مکہ) کو اُسی طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا، جب اُنہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ۔ **إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ** بے شک ہم نے آزمایا ان کو **هُمْ** کی ضمیر آئی ہے اہلِ مکہ کے لئے ہم نے اہلِ مکہ کو آزمایا **كَمَا بَلَوْنَا** جس طرح ہم نے آزمایا تھا **أَصْحَابَ الْجَنَّةِ** باغ والوں کو تو اہلِ مکہ کو بھی ہم نے آزمایا تو اہلِ مکہ کو جو دولت دی اور باغ دیئے اور سرداریاں دیئے اور بیٹے دیئے تو اصل میں یہ تو آزمائش کے لئے دیئے تھے اور یہ اپنے آپ کو بڑے بنا بیٹھے اور رسول اورقرآن مجید کا مذاق اڑانے لگے تو کہا جا رہا ہے کہ اہلِ مکہ صرف تمہاری آزمائش نہیں ہوئی اے قریش کے لیڈروں تمہارے سامنے میں ایک کردار پیش کرتا ہوں ایک مثال پیش کرتا ہوں ان کو بھی ہم نے آزمایا تھا **كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ** تو یہ میرے اور آپ کے لئے بھی ایک مثال ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ اللہ تو آزماتا ہے **إِذْ أَقْسَمُوا** جب انہوں نے قسم کھائی تو یہ قسم کھانے والے کون تھے؟ اس کے بارے میں مفسرین یہ بتاتے ہیں بعض سلف میں سے جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ یمن میں ایک شخص تھا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی بھی روایت ہے کہ یہ صنعاء کا علاقہ جو یمن کا مشہور دار السلطنت ہے اس کا شہر تھا تو اس سے 6 میل کے فاصلے پر ایک شخص تھا جس کا باغ تھا تو اس کی یہاں پہ مثال دی گئی ہے تو یہاں پہ کہا جا رہا ہے **أَصْحَابَ الْجَنَّةِ** باغ والے تو یہاں پہ یہ بات کہی جا رہی ہے کہ باغ کے مالکوں کو کیونکہ **أَصْحَابَ** کہا ہے **صاحب** نہیں کہا تو باغ کے مالکوں کو تو مفسرین کہتے ہیں کہ عربوں کے ہاں جو باغ ہوتا تھا ساتھ بہت سے قطعات بہت سی زمینیں بھی ہوتی تھیں اور ایسا علاقہ اور ایسا زمین کا حصہ ہوتا تھا جس پر وہ بہت سی چیزیں اگایا کرتے تھے تو **أَصْحَابَ الْجَنَّةِ** کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک مالک نہیں تھا کئی مالک تھے تو گویا کہ زمین کے اندر باغ کے ساتھ اور بھی زمین کے ایسے حصے تھے جہاں پہ اور چیزیں بھی اگائی ہوئی تھیں دوسری بات یہ کہا **الْجَنَّةِ** ، **جَنَّةِ** نہیں کہا **"ال"** تو ایک عام باغ نہیں ہے خاص باغ کا ذکر کیا جارہا ہے بڑا معین باغ ہے تو کہتے ہیں کہ یمن یا صنعاء کا خاص باغ اس سے مراد ہے اور بہرحال کوئی بھی باغ ہو سکتا ہے لیکن ہے کوئی خاص باغ **إِذْ أَقْسَمُوا** جب انہوں نے قسم کھائی اچھا قسم کس بات کی کھائی؟ **لَيَصْرِمُنَّهَا** کہ وہ ضرور بہ ضرور توڑ لیں گے پھل اس کا **هَا** کی ضمیر آئی ہے باغ کے لئے توڑیں گے کب توڑیں گے؟ **مُصْبِحِينَ** **مصبح** کی جمع ہے کہ صبح ہوتے ہی وہ باغ کا پھل توڑ لیں گے اور آپ دیکھئے کہ یہاں پہ لفظ استعمال ہوا ہے **لَيَصْرِمُنَّهَا** اور **(ص ر م)** اس کے معنی ہوتے ہیں کہ تیز دھار چاقو سے پھلوں کے گچھے کاٹ لینا اور **صَرْم** یہ مصدر ہے اور **صَارِم** تلوار کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ تلوار سے کسی کو کاٹا جاتا ہے مارا جاتا ہے اب وہ قسم کھا کر کہہ رہے تھے اب قسم بھی تاکید ہے اور پھر **"ل"** آگیا یہ پھر تاکید ہے اور **"ن"** پہ شد ہے یہ بھی نون تاکید ہے تاکید در تاکید ان کو اتنا یقین تھا کہ وہ قسمیں کھاکھا کر یہ بات کہہ رہے تھے کہ **مُصْبِحِينَ** صبح سے ہے کہ صبح سویرے ہی اپنے باغ کے پھل ہم ضرور توڑ لیں گے اچھا یہ قسمیں کھانے والے کون تھے اور یہ قسمیں کیوں کھا رہے تھے؟ کہتے ہیں کہ باغ کا مالک بہت نیک صالح اور نمازی شخص تھا اس کا عمل یہ تھا کہ جب کھیتی کاٹتا تھا تو جو درخت درانتی سے کاٹتے وقت باقی رہ جاتے تھے ان کو وہ فقیروں اور مسکینوں کے لئے چھوڑ دیتا تھا تاکہ وہ لوگ اس سے غلہ لے کر اپنا گزارہ کریں (تو کچھ

حصہ وہ اس لئے چھوڑ دیتا تھا) اور بعض کہتے ہیں کہ جیسےکھیتی کو جب کاٹا جاتاہے تو اس میں سےجو بھوسا ہے اس کو الگ کیا جاتا ہے تو کچھ دانے بھوسے کے ساتھ رہ جاتے ہیں تو وہ ان کو بھی رہنے دیتا تھا تو فقیر اور مسکین بھوسے میں سے دانہ نکال لیتے تھے پھر وہ کیا کرتا تھا کہ باغ کے درختوں سے جب پھل توڑتا تھا تو توڑتے وقت بہت سے پھل نیچے گر جاتے تھے ان پھلوں کو بھی نہیں اٹھاتا تھا ان پھلوں کو بھی وہ فقیروں کے لئے اور مسکینوں کے لئے چھوڑ دیتا تھا اور ایک رائے یہ بھی آتی ہے کہ اس کا دستور تھا کہ اپنے باغ کے پھل کے تین حصے کرتا تھا کہ پھل کی فصل کا جب موقع آتا تو تین حصے کرتا ایک حصہ اپنے گھر کی ضروریات کے لئے رکھتا دوسرا اپنے قریبی رشتے داروں اور ہمسائیوں میں تقسیم کرتا تیسرا حصہ فقیروں اور مسکینوں میں بانٹ دیتا اب اس وجہ سے اس کا باغ سب سے زیادہ فصل دیتا تھا اور ہوتا یہ کہ جب کٹائی کا موسم آتا فقیر مسکین موقع پر پہنچ جاتے اور اپنا اپنا حصہ وصول کرتے اب جو اس کی اولاد تھی اس کو اچھا نہیں لگتا تھا اپنے باپ کا یہ رویہ۔ بعض گھروں میں مہمان نوازی ہوتی ہے تو بچے تنگ رہتے ہیں ماں باپ مہمان نوازی کرنا چاہتے ہیں بچے کہتے ہیں یہ کیا مشکل ہے بعض والدین بڑے سخی ہوتے ہیں وہ اللہ کے راستے میں دینا چاہتے ہیں بچے کہتے ہیں ہمارے لئے کیوں نہیں رکھا آپ فلاں کو کیوں دے رہے ہیں تو بعض بچوں کو اپنے ماں باپ کی سخاوت پسند نہیں آتی آج کے دور میں بھی بہرحال اُس زمانے میں بھی ہوا یہ کہ یہ شخص فوت ہو گیا تو اس کے بیٹوں کو خیال آیا کہ ہمارا باپ تو ساری عمر باپ کی فصل کو ضائع کرتا رہا ادھر ادھر تقسیم کرتا رہا اور زندگی بھر کی کمائی یوں ہی لٹاتا رہا اور زندگی بھر ہمارا باپ مفلس غریب رہااب اس ریت کو ختم کریں گے انہوں نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ باغ ہمارا ہے اور اس پر حق ہمارا ہے اور انہوں نے آپس میں یہ بھی طے کیا کہ جب کٹائی کا موقع آئے گا تو راتوں رات کٹائی کر لیں گے کیوں؟ اگر ہم دن کے وقت کٹائی کریں گے تو وہ جو فقیر اور مسکین اور محتاج اور یتیم لوگ ہیں وہ تو ہمارے اباجان کے عادی ہیں وہ تو دن چڑھتے ہی فصل کی کٹائی کے موقع پر پہنچ جائیں گے تو اندھیرے اندھیرے میں جا کر باغ کو کاٹ لیں گے تاکہ غریب مسکین نہ آئیں نہ تنگ کریں اور نہ برا منائیں اور ان کے آنے سے پہلے ہی ہم سارا کام ختم کر لیں گے اچھا اب جب سب نے مل کر منصوبہ بندی کی تو اب کیا ہوا کہ ایک نے مشورہ دیا ہے دوسرے نے کہا ہاں ہاں ہاں اباجان نے ایسے ہی کیا تیسرے نے کہا کہ یہ بڑا اچھا مشورہ ہے کہ صبح اٹھتے ہی ایسے کر لیں اور پھر ہوا کیا کہ سب قسمیں کھانے لگے یقیناً ایسا ہی کریں گے ہوتا ہے نا کہ بعض وقت جیسے چور ڈاکو بھی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ایسے کرنا ہے تو اب یہ بری منصوبہ بندی بھی کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ قسمیں کھا رہے تھے اور پیچھے بھی آپ نے پڑھا کہ جو کردار اللہ نے پیش کیا کیسا تھا –**حَلَافٍ** قسمیں کھانے والا اب انہوں نے بھی قسمیں کھائیں اور قسمیں کس بات پر کھا رہے تھے **لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ** کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل کاٹ لیں گے ان کو لگ رہا تھا کہ ہمیں کوئی منع کر ہی نہیں سکتا باغ ہمارا ہے حصہ ہمارا ہے اور یہ فقیر اور مسکین اور غریب اور محتاج کہاں سے آ گئے

آیت نمبر18- وَلَا يَسْتَثْنُونَ
ترجمہ۔ اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے

وَلَا يَسْتَثْنُونَ اور وہ کوئی استثناء نہیں کر رہے تھے استثناء کے کیا معنی ہے استثناء کے معنی یہ ہیں کہ انشاء اللہ بھی نہیں کہہ رہے تھے۔ یہ (ث ن ی) سے ہے اسکے معنی کیا ہوتے ہیں کہ بات کو بیان کرنا جیسے ہوتا ہے تعریف کرنا **ثنا** یہاں پر بتایا جا رہا ہے کہ اُن کا حال یہ تھا کہ وہ لوگ استثناء نہیں کر

رہے تھے استثناء کیسے کیا جاتا ہے؟ کہ کوئی بھی کام کیا جائے تو پھر ساتھ ہی **انشاءاللہ** کہا جائے کہ اگر اللہ نے چاہا تو یہ جو (ث ن ی) ہے پھر اس کے معنی کیا ہیں کہ انشاءاللہ یعنی جیسے کوئی بات کرنا، کوئی اپنی زبان سے بات کہنا تو اب ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ نے چاہا اور آپ سورۃ الکہف میں بھی پڑھ چکی رکوع نمبر پانچ5 میں 2 باغ والوں کی مثال تو وہ انشاءاللہ نہیں کہہ رہے تھے

آیت نمبر19۔ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ
ترجمہ۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی

فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ پھر پھر گئی اس پر ایک پھرنے والی تو (ط و ف) سے ہے تو کسی چیز کا چاروں طرف سے گھومنا، طواف بھی اسی سے ہے اب ہوا یہ کہ اب ان کے اوپر ایک **طَائِفٌ** جو تھی وہ پھر گئی تو **طَائِفٌ** کیا ہے گویا کہ ایک بلا اور بلا کیسی تھی کہ ہر طرف سے، چاروں طرف سے یعنی باغ کا کوئی حصہ بھی اس بلا نے نا چھوڑا اس آندھی طوفان نے۔ اس باغ پر پھرنے والا پھر گیا یا پھرنے والی پھر گئی تو **طَائِفٌ** سے مراد ہے عذاب اور وہ عذاب جو کیسا تھا؟ وہ آندھی تھی وہ طوفان تھا وہ کیا چیز تھی جو اس پر پھر گئی تو اصل میں بعض مفسرین جیسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کا سارا باغ جو تھا وہ سیاہ راکھ بن گیا **"رماد الاسود، رماد الاسود"** انہوں نے اس کی یہ تعریف کی ہے گویا کہ آندھی طوفان آگ بس جل کر رہ گیا تو بہرحال وہ آندھی طوفان یا جو عذاب تھا آیا کہاں سے **مِنْ رَبِّكَ** تیرے رب کی طرح سے آیا۔ کس وقت؟ **وَهُمْ نَائِمُونَ** وہ نیند میں تھے **نَائم** واحد ہے اور **نَائِمُونَ** جمع ہے اور اس وقت وہ سوئے پڑے تھے کیونکہ شروع رات میں سوئے تھے آخری رات کے حصے میں انہوں نے جانا تھا صبح سویرے عام طور پر کٹائی کیسے ہوتی ہے دن چڑھ جاتا ہے تو کٹائی ہوتی ہے لیکن اب رات کے وقت سوئے تھے رات ہی رات میں ہوا یہ کہ ایک بلا اس باغ پر پھر گئی پھر اس باغ کا حال کیسا ہوا

آیت نمبر20۔ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ
ترجمہ۔ اور اُس کا حال ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل ہو

فَأَصْبَحَتْ اور پھر اس کو کر دیا **أَصْبَحَ** کے معنی ہوتے ہیں حالت کی تبدیلی پھر اس کا حال ایسے ہو گیا **كَالصَّرِيمِ** جیسے کہ کٹی ہوئی فصل **صَّرِيمِ کا** معنی میں نے آپ کو بتایا ہے**كَالصَّرِيمِ (ص ر م)** اس کے معنی کیا ہوتے ہیں تیز دھار آلے سے پھلوں کے گچھے کاٹ لینا تلوار کو بھی **صارم** کہا جاتا ہے اب ساری کی ساری جو کھیتی تھی وہ جو باغ تھا وہ ایسے ہو گیا جیسے کہ کٹی ہوئی فصل

آیت نمبر21۔ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ
ترجمہ۔ صبح اُن لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا

پھر لگے ایک دوسرے کو ندا دینے **فَتَنَادَوْا** اس میں یاد رکھیے تفاعل کا باب استعمال کیا گیا ہے کہ کچھ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کو آواز دے رہے ہیں تو یہ جو بھی اس کے بیٹے تھے جو بھی ان کی اولاد تھی تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارنے لگے اب پکارا کب؟ **مُصْبِحِينَ** صبح صبح جیسے

بعض اوقات ہوتا ہے کہیں گھومنے جانا ہے دور کا سفر کرنا ہے تو کیا ہوتا ہے کہ صبح صبح یا آپس میں ایک دوسرے کو جگایا جاتا ہے اُس دن بچے بھی فوراً ایک ہی آواز پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں **فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ** اب لگے ایک دوسرے کو آواز یں دینے صبح سویرے سویرے

آیت نمبر 22۔ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ
ترجمہ۔ کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو

أَنِ اغْدُو کہ سویرے سویرے چلو اب یہاں پہ کیا کہا جا رہا ہے کہ اب وہ کہنے لگے کہ **أَنِ اغْدُو** اس کے معنی کیا ہیں؟ **غَدًا** اگلے دن صبح کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو **أَنِ اغْدُو** حکمیہ صیغہ ہے صبح صبح نکلو **عَلَىٰ حَرْثِكُمْ** اپنی کھیتی کی طرف **حَرْث** کھیتی کو کہتے ہیں **إِنْ كُنْتُمْ صَارِمِينَ** اگر ہو تم کاٹنے والے ،اگر ہو تم پھلوں کو توڑنے والے تو اب آپس میں ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں کہ اگر واقعی تم نے پھل توڑنا ہے اور کھیتی کو کاٹنا ہے تو پھر صبح صبح چلو مطلب کیا تھا؟ کہ اگر تم صبح صبح نہیں چلو کہ ملے گا کچھ نہیں پھر سارے غریب فقیر مسکین جمع ہو جائیں گے ملے گا کچھ نہیں صبح صبح اندھیرے اندھیرے آپ بھی بچوں کو کہتے ہیں نا گھومنے جانا ہے صبح صبح چلو دن یہیں چڑھا دیا تو پھر کیا ہوگا مزا نہیں آئے گا اب کیا ہوا کہ

آیت نمبر 23۔ فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ
ترجمہ۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے

فَ پس **انْطَلَقُوا** پھر وہ چلے اور **طَلَقَ** کے معنی کیا ہوتے ہیں ابھی آپ نے سورۃ الطلاق کے معنی پڑھے ہیں اونٹ کا بندھن کھول دینا وہ رسی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے اس رسی کو کھول دیا جائے تو اب کیا ہے کہ وہ جو سوئے ہوئے تھے یا نیند میں تھے یا جو بھی بندھن تھے ان کے کہ جیسے ہوتا نا گھر میں آرام میں مزے میں وہ شخص ہوتا ہے لیکن اب ہوا یہ **فَانْطَلَقُوا** پس وہ چل پڑے **وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ** اور وہ آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے **وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ** بھی باب **تفاعل** سے ہے خفیہ کہ آپس میں جو وہ باتیں کر رہے تھے آہستہ آہستہ چپکے چپکے اور چپکے چپکے باتیں کیوں کر رہے تھے؟ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کیونکہ قریبی ہمسائیوں کو دیا جاتا تھا رشتے داروں کو دیا جاتا تھا یا فقیر مسکین کو تو شور شرابہ سن کر کہیں جاگ نہ جائیں اور وہ بھی ساتھ چل پڑیں اب چپکے چپکے جا رہے تھے اور چپکے چپکے باتیں کر رہے تھے کہ آہستہ آہستہ خاموشی سے چلو

آیت نمبر 24۔ أَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِسْكِينٌ
ترجمہ۔ کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے

أَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا کہ ہرگز داخل نہ ہو اس پر، اب آپ دیکھ لیں **"ن "** تاکید کا ہے کہ آج کوئی آنے نہ پائے یہاں اس باغ پر **الْيَوْمَ** آج کے دن **عَلَيْكُمْ** تم پر کون؟ غریب مسکین آج کوئی غریب اس باغ میں آنے نہ پائے اور پھر اللہ رب العزت فرماتے ہیں

آیت نمبر 25۔ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ

ترجمہ۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کیے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اِس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہیں

اور وہ پھر چل پڑے ابھی تو آپس میں جیسے منصوبہ بندی ہے چل رہے ہیں **وَغَدَوْا** وہ چلتے گئے **عَلَىٰ حَرْدٍ** کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے عربی زبان میں جیسے اس کے اندر تین معنی پائے جاتے ہیں نمبر۔ 1 ارادہ نمبر-2 جلدی نمبر 3- غصہ تو گویا کہ اب ان کا تو یہ ارادہ تھا ان کا یہ فیصلہ تھا اور فیصلہ ان کا کیا تھا؟ کہ کسی کو کچھ دینا نہیں ہے وہ آپس میں ساری منصوبہ بندی کر چکے تھے اور دوسری بات یہ کہ اس کے اندر جلدی (سرعت) اب وہ سارا کچھ تیزی تیزی سے کر رہے تھے کہ دیر نہ ہو جائے کیونکہ فصل پکی ہوئی ہے اور غریب نہ آ جائے اور تیسری بات غصہ بھی بہت تھا ساری زندگی باپ فصل کو لٹاتا رہا اور یہ غریب **مِسْكِينٌ** کھاتے رہے۔ تو اگر ویسے ترجمہ کیا جائے گا تو یہ ترجمہ مشکل ہے لیکن آپ نے اس بات کو یاد رکھنا ہے کہ **حَرْدٍ** کے اندر یہ تین باتیں پائی جاتی ہیں تو اس وجہ سے اس کے معنی ہوتے ہیں روکنا، نہ دینا، طے شدہ فیصلہ اور پھر سرعت تو بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ کیا بخیلی بعض نے ترجمہ کیا زور سے اور بعض نے پھر اس کا یہ ترجمہ کیا کہ لپکے ہوئے، کہ لپکے ہوئے وہ صبح صبح نکلے بعض نے یہ ترجمہ کیا کہ وہ بخیلی کے ساتھ صبح صبح نکلے تو جب آپ کو اصل یاد ہو جائے گی نا کسی چیز کی پھر آپ پریشان نہیں ہوں گے انشاءاللہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ جب اصل اس کی یاد کی جائے۔ تو وہ تیزی سے صبح صبح نکلے وہ غصے کے ساتھ صبح صبح نکلے اور وہ روکنے کا، منع کرنے کا ارادہ رکھتے صبح صبح نکلے اور حال ان کا کیا تھا؟ **قَادِرِينَ** قادر واحد ہے **قَادِرِينَ** اس کی جمع ہے اور حال ان کا یہ تھا گویا کہ وہ قادر ہیں کس چیز پر؟ پھل توڑ لینے پر

آیت نمبر 26۔ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ
ترجمہ۔ مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے "ہم راستہ بھول گئے ہیں

فَلَمَّا پس جب **رَأَوْهَا** اس کو دیکھا "**هَا**" کی ضمیر کس کے لئے باغ کے لئے " **قَالُوا** وہ بولے **إِنَّا لَضَالُّونَ** (آپ نے ابھی تلاوت سنی آپ نے دیکھا امام صاحب نے تلاوت میں یہ جو لفظ تھا یہ جو آیت تھی اس کو بہت سوز کے ساتھ پڑھا اور ایسے تھا بس دل کے اندر یہ چیز چلی جائے گی) تو جب وہاں پہ پہنچے تو اب اس کا ترجمہ یہ نہیں ہے کہ گمراہ ہو گئے اس کے دو معنی ہوتے ہیں ایک ہوتا ہے گمراہ ہونا ایک ہوتا ہے راستہ بھول جانا تو کہنے لگے کہ **إِنَّا لَضَالُّونَ** کہ ہم تو راستہ ہی بھول گئے ہیں

آیت نمبر 27 بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ
ترجمہ۔ نہیں، بلکہ ہم محروم رہ گئے"

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ نہیں بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں جب وہ وہاں پہ کھیتی پہ پہنچے تو وہ کھیتی جو ایک دن پہلے دیکھی تھی اور ایک دن بعد جو صبح صبح دیکھی تو انہیں باغ کو دیکھ کر یقین ہی نہ آیا کہ ان کا اپنا باغ ہے اب کہنے لگے کہ شاید ہم راستہ بھول کر کسی اور جگہ آ گئے ہیں اور فوراً کیا کہنے لگے کہ نہیں نہیں ہم تو راستہ ہی بھول گئے ہیں اور پھر تھوڑی سی دیر بعد جب غور کیا تو فوراً کہنے لگے **بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ** نہیں بلکہ ہم تو محروم کر دئیے گئے محروم واحد ہے جیسے کسی پر کوئی چیز

حرام ہی کر دی جائے اس کو محروم کر دیا جائے تو **مَحْرُومُونَ** جمع ہے کہ نہیں جب غور کیا تو انہیں یقین جب آیا کہ ہمارا ہی باغ ہے تو چیخ اٹھے چیخیں مارنے لگے **بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ** نہیں ہم تو محروم رہ گئے

آیت نمبر 28. قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ
ترجمہ۔ اُن میں جو سب سے بہتر آدمی تھا اُس نے کہا "میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟"

قَالَ أَوْسَطُهُمْ کہا ان کے اوسط نے اب اس کے دو ترجمے ہیں اور دو ترجمے کیا ہیں **وسط** یہ میانہ رو کے لئے بھی آتا ہے **وسط** کے معنی کیا ہوتا ہے کہ جو معتدل شخص ہوتا ہے وہ کیسا ہوتا ہے کہ بخیل بھی نہ ہو اور لٹانے والا بھی نہ ہو تو **أَوْسَط** تو ان کا جو درمیانہ تھا جس کے اندر توازن پایا جاتا تھا وہ کہنے لگا **قَالَ أَوْسَطُهُمْ** ایک اس کا ترجمہ یہ ہے (اور آپ دیکھیں کہ جیسے آپ روٹی کھاتی ہیں اس کا درمیان بڑا اچھا لگتا ہے اور جیسے جو ہمیں زندگی ملی ہے اس کا درمیان بڑا اچھا لگتا ہے وہ کیا ہے جوانی جوانی بڑی اچھی لگتی ہے بچپن میں سمجھ نہیں ہوتی بڑھاپے میں معذوری اسی طرح جو موسم ہے اس میں آج کل کا موسم بڑا اچھا لگتا ہے اور ایک ہے خزاں اور ایک ہے گرمی ایک ہے سردی ان سب میں سے معتدل اور بہترین اور درمیانہ کونسا ہے بہار۔ بہار بڑی اچھی لگتی ہے) تو جو ان میں سے درمیانہ تھا۔ اور درمیانی روش بڑی خوبصورت ہے یہ پیغمبرانہ روش ہے تو ان میں سے جو درمیانہ تھا ایک یہ معنی ہیں۔ دوسرے اس کے معنی ہیں کہ جو ان میں سے اچھا آدمی تھا اس کا ترجمہ اچھے کا بھی کیا جاتا ہے جیسے امتِ وسط سب سے اچھی امت اور مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ پھر اس کے معنی جیسے کہ وہ منجھلا تھا اوسط (درمیانہ) ہو سکتا ہے لیکن یہ بھی کہ نہ وہ بڑوں میں سے تھا نہ وہ چھوٹوں میں سے تھا بلکہ وہ منجھلا تھا(منجھلا بڑے مزے میں رہتا ہے بڑے بھائی جان کو یہ کرنا چاہئے اور تو منجھلا جو ہوتا ہے وہ اوپر والے کی محبت اور مزے بھی لیتا ہے اور چھوٹے والے کی توجہ بھی لیتا ہے) تو بہرحال وہ منجھلا تھا وہ کہنے لگا اور آپ نے پیچھے بھی پڑھا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے بھی ایک بھائی جو ان کو سمجھا رہا تھا تو اب یہاں پہ ان میں سے جو درمیانہ تھا جو سب سے بہتر تھا بعض نے اس کا ترجمہ سب سے بہتر کا کیا ہے کہ جو ان میں سب سے بہتر تھا سب سے اچھا تھا اس نے کہا **أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ** کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا **لَوْلَا تُسَبِّحُونَ** کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے تو کب اس نے کہا تھا؟ جب وہ منصوبہ بندی کر رہے تھے کہ غریب مسکین نہیں آئیں گے جب وہ قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ کل سارے باغ کا پھل ہم خود ہی توڑ لیں گے تو یہ جو تھا جس کا ضمیر زندہ تھا تو وہ اپنے بھائیوں کو ملامت کر رہا تھا وہ دوسروں کو ترغیب دلا رہا تھا کہ میں تو بار بار کہہ رہا تھا تم اللہ کی تسبیح بیان کرو اللہ سے ڈرو کیسی منصوبہ بندی کر رہے ہو **لَوْلَا تُسَبِّحُونَ** کہ میں نے تو تنبیہہ کی تھی کہ تم اللہ کو یاد کرو اور پھر تم انشاءاللہ کہو اور پھر میں نے کہا تھا کہ تمہاری نیت بہت بری ہے کہ غریب مسکینوں کو تم نہیں کھلاؤ گے اور باپ کا جو نیک طریقہ تھا تم اس کو چھوڑ رہے ہو ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر کے اندر سب کے درمیان میں کوئی ایک فرد ایسا ضرور ہوتا ہے **لَوْلَا تُسَبِّحُونَ** کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے ایک اس کے معنی ہیں کہ تم انشاءاللہ کیوں نہیں کہتے اور دوسرے معنی ہیں کہ تم اللہ کو یاد کرو اللہ سے ڈرو

آیت نمبر 29. قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ

ترجمہ۔ و ہ پکار اٹھے پاک ہے ہمارا رب، واقعی ہم گناہ گار تھے

قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا اب وہ کہنے لگے پاک ہے ہمارا رب **إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ** بے شک واقعی ہم ظالم تھے ہم نے غلطی کی نیت غلط تھی ارادہ غلط تھا اور ہماری منصوبہ بندی غلط تھی اور ہم نے ظلم کیا واقعی ہم گناہگار تھے ظلم کیا ہوتا ہے ؟ شرک کرنا اور یاد رکھیں کہ اپنے مال میں سے کسی کو نہ دینا کہ دوسرے کو دیں گے تو فقیر ہو جائیں گے یہ بھی شرک ہے اللہ تو کہتا ہے کہ مال تو میرا ہے میں نے تمہارے مال میں دوسروں کا حصہ رکھا ہے اور ویسے بھی دوسروں کا حق ہے تو یہ ظلم ہے کہ جب دوسروں کو ان کا حق نہ دیا جائے تو اب وہ اپنی غلطی کا اقرار کرنے لگے اور انہوں نے غلطی کو مانا اور پکار اٹھے واقعی ہم گناہگار تھے

آیت نمبر 30۔ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ

ترجمہ۔ پھر اُن میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگا

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ۔ فَأَقْبَلَ اس کے معنی ہیں کہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونا **فَأَقْبَلَ** پسْ متوجہ ہوا **بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ** اب آپس میں ایک دوسرے کی طرف انہوں نے رخ کیا پہلے تو بھاگے جا رہے تھے کہ پھل توڑنا ہے فصل کاٹنی ہے اب جب وہاں پہ کچھ بھی نہیں تھا غلطی کا احساس ہوا تو اب آپس میں ایک دوسرے کی طرف رخ کر کر کیا کرنے لگے **يَتَلَاوَمُونَ** ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور **يَتَلَاوَمُونَ** کیا ہے **(ل و م)** سے ہے اور یہ بھی باب تفاعل ہے **(ل و م)** ہوتا ہے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ایک کہتا ہے اس نے اصل میں یہ مشورہ دیا تھا دوسرا کہتا ہے میرا تو ارادہ نہیں تھا اس نے مجبور کر دیا تیسرا کہتا ہے اب کیا کرتے اتنا زیادہ اس نے لعن طعن کی تھی کہ بس پھر ایسا ہو گیا اور ایک دوسرے کوکہتا ہے دوسرا دوسرے کو کہتا ہے کیونکہ جب بھی غلطی ہوتی ہے تو انسان کی فطرت ہے کہ وہ غلطی کو تسلیم نہیں کرنا چاہتا اور ایک دوسرے پر وہ لعنت کرتا ہے ملامت کرتا ہے ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہے تو اب انہیں احساس ہوا ہے گناہ کا اور اب ایک دوسرے کو وہ ملامت کرنے لگے الزام دینے لگے کہنے لگے

آیت نمبر 31۔ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ

آخر کو انہوں نے کہا "افسوس ہمارے حال پر، بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے

قَالُوا يَا وَيْلَنَا افسوس ہمارے حال پر **إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ** بےشک ہم ہی سرکش ہو گئے تھے **طَاغِي** کی جمع ہے **طَاغِينَ** اب اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ اتنی بڑی ہم نے غلطی کیا، اتنا بڑا گناہ، اتنی بدنیتی، اتنی بخیلی اور ایسی غلط بات کی **إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ** بےشک ہم سرکش ہو گئے تھے

آیت نمبر 32۔ عَسَىٰ رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ

ترجمہ۔ بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں بدلے میں اِس سے بہتر باغ عطا فرمائے، ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں"

عَسَىٰ رَبُّنَا أَنْ يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِنْهَا قریب ہے اور **عَسَىٰ** کے معنی شاید کے بھی ہوتے ہیں **عَسَىٰ** قریب ہے یا پھر شاید **رَبُّنَا** ہمارا رب **أَنْ يُبْدِلَنَا** کہ وہ بدل دے ہمیں **خَيْرًا** اسکے معنی کیا ہیں ؟بہترین یہ اسم تفضیل

ہے کہ یہ جو باغ جل گیا ہے ہوسکتا ہے اللہ ہمیں اس سے بہتر باغ دے دے **إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ** ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں **رَاغِبُونَ** تو غلطی ہو جانا بڑی بات نہیں غلطی ہونے پر اللہ کی طرف رجوع کرنا یہ اللہ کو بڑا پسند ہے تو پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے توبہ کی لعنت ملامت کے بعد اللہ سے معافی مانگی اور اس کے بعد اللہ سے انہوں نے دعا کی کہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں اب اللہ بدلے میں بہتر باغ عطا کرے **إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ** کے معنی کیا ہیں کہ انہوں نے اللہ سے توبہ استغفار کیا اللہ تعالیٰ سے انہوں نے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور آپ کو یہ بات پتہ ہی ہے کہ جب اللہ سے گناہوں کی معافی مانگی جاتی ہے تو پھر اللہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور مفسرین یہ کہتے ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب ان سب لوگوں نے سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے بہتر باغ عطا کیا جس کے انگوروں کے خوشے اتنے بڑے تھے کہ ایک خوشہ ایک خچر پر لادا جاتا تھا اتنا اللہ تعالیٰ نے دیا سبحان اللہ اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے اللہ اتنا رحیم ہے اتنا غفور ہے کیسے غلطیاں معاف کر دیتا ہے کتنی سخت ان کی منصوبہ بندی، کتنا سخت ان کا گناہ تھا لیکن جب انہوں نے اللہ کی طرف رغبت کی تو اللہ نے ان کو معاف کر دیا اور کیا بات پتہ چلتی ہے کہ آپس میں بھی غلطیوں کو دل سے معاف کرنا چاہئے اور دوسری بات کیا پتہ چلتی ہے کہ اپنی غلطیوں کی اللہ سے معافی مانگنی چاہئے تیسری بات کیا پتہ چلتی ہے کہ جب انسان استغفار کرتا ہے جب توبہ کرتا ہے جب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو پھر اللہ کیا کرتا ہے پھر اللہ اس کے رزق میں اضافہ کرتا ہے تم استغفار کرو سورة ہود میں آپ پڑھ چکیں تو اللہ آسمان سے بارش کے دہانے کھول دے گا زمین سے بھی فصل اُگے گی تو اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں رزق کی کشائش ہو مال کی تنگی کا مسئلہ حل ہو یا جو بھی مسائل ہیں ختم ہوں تو کیا کرنا چاہئے توبہ استغفار خود بھی کرنی چاہئے اور اردگرد بھی ایک دوسرے کو معاف کرنا چاہئے آپ دیکھ لیجئے سورة الم نشرح میں رسول اللہ ﷺ کو کیا کہا **فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ () وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ (7,8. الشرح)** لہٰذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ () اور اپنے رب ہی کی طرف راغب ہو۔ **رَاغِبُونَ** اللہ کی طرف رجوع کرنا تو انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے ان کو اتنا دیا

آیت نمبر 33۔ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ
ترجمہ۔ ایسا ہوتا ہے عذاب اور آخرت کا عذاب اِس سے بھی بڑا ہے، کاش یہ لوگ اِس کو جانتے

كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ تو ایسا ہوتا ہے عذاب۔ تو اہل مکہ سے کہا جا رہا ہے کہ باغ والوں کے کھیت جل گئے تو اہل مکہ تمہارے باغ بھی جل سکتے ہیں تم اپنی سرداریوں پر ناز کیوں کرتے ہو اور آپ کو پتہ ہے نا اہل مکہ پر پھر قحط آگیا تھا اور بڑا شدید قحط آیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہاں پہ **كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ** سے مراد مکہ والوں کا قحط ہے جو ان پر آیا تھا تو مکہ والے جو تھے وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتے تھے توحید کا انکار رسول کا انکار کتاب کا انکار تو یہ قحط اےاہل مکہ جو تم پر آیا ہے تو یہ کیا ہے؟ یہ اللہ کا عذاب ہے **ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ** اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** کاش یہ لوگ اس بات کو سمجھ لیں تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اہل مکہ اپنے آپ کو امیر بھی سمجھتے تھے اور باغوں کا مالک بھی سمجھتے تھے اور اپنی امارت پر اتراتے بھی تھے تو اللہ تعالی نے یہ بات بتائی ہے کہ یہ سارے باغ میرے دیئے ہوئے ہیں تو خوشحال لوگ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ یہ خوشحالی ہمیشہ رہے گی اللہ جب چاہے ان کی خوشحالی کو بدحالی میں تبدیل کر دے

اور دوسری بات یہ کہ امیر لوگ یہ سمجھتے ہیں جیسے اہل مکہ سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد بھی ہم ہی نوازے جائیں گے ہمیں جنت ملے گی تو یہ بات یاد رکھیں کہ موت کے بعد جب اٹھائے جائیں گے تو وہاں پہ جو کچھ ملے گا نیکیوں کی بنا پر ملے گا ورنہ بات کیا ہے پھر وہاں کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ بڑا ہے **أَكْبَرُ** بھی اسم تفصیل ہے **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** کاش لوگ اس بات کو سمجھیں